

کتابخانه کتب خطی و کتب چاپی
کتابخانه کتب خطی و کتب چاپی
کتابخانه کتب خطی و کتب چاپی

بسم الله الرحمن الرحيم

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا تَوَقُّعَ إِلَّا بِاللَّهِ

مثنوی

۲۵
قلندر مثنوی
مثنوی

حسب فرائض

ملک فخر محمد شمس الدین شمس الدین شمس الدین

بازار کشمیری لاہور

ہر قسم کی دستی کاری میں ملے گا پتہ: ملک سراج دین ناہر کتب کشمیری بازار لاہور

مثنوی بو علی شاه قلندر

مترجم

بشکریه : محسن و مشفق

مفتی محمد امجد حسین

پیشکش : طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

شیخ شرف الدینؒ

۵۶۵۲ ————— ۵۷۲۳

آپ پانی پت کے رہنے والے تھے، آپ کو بوسلی قلندر بھی کہتے ہیں، بڑے مشہور مجذوب اور دلی اشرقتے، مشہور ہے کہ اوانس عمر میں آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی ماسٹر تو بہات کو سلیک و طریقت کی طرف مبذول کر دیا تھا اور تمام کتب کو دریافت کر کے مجذوب بن گئے، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کس سے بیعت تھے اسبندہ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید تھے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے بیعت تھے، لیکن یہ دونوں باتیں بلا دلیل و بلا حجت ہیں آپ کے کچھ مکتوبات بھی ہیں جو آپ نے عشق و محبت کی زبان میں اختیار الدین کے نام تحریر فرمائے جس میں یہ مضامین ہیں۔

(۱) توحید کے معارف و مناقب (۲) ترک دنیا (۳) طلبِ آخرت (۴) مجتہدانی آپ کا ایک دوسرا رسالہ بھی عوامِ اناس میں حکم نامہ شیخ شرف الدین کے نام سے مشہور ہے لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسالہ آپ کا نہیں بلکہ وہ عوام کی اپنی اختراعات ہیں واللہ اعلم۔

منقول ہے کہ ایک بار شیخ شرف الدینؒ کی مونیچس بہت بڑھ گئیں، مہیروں میں سے کسی کو یہ برأت نہ تھی کہ آپ سے یہ کہہ دے کہ حضرات انھیں درست کروا دیجئے پنا پنے ایک دفعہ مولانا ضیاء الدین سنائی جو شریعت کا کوڑا ہاتھ میں لئے پھر تے تھے ایک دفعہ

آپ کے ہاں تشریف لائے تو آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر قلعہ کی منگوائی اور ایک ہاتھ سے ڈاڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی سونچوں کو درست کر دیا، کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ اپنی ڈاڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں کٹی گئی ہے آپ کا دامن پانی پت میں ایک پُر رونق برگ پر ہے لوگ آپ کی قبر پر برائے حصول برکت زیارت کو آتے ہیں وہاں آپ کے ایک محبوب مرید مبارک خاں کی بھی قبر ہے

۱۷ بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی تو اس نے تیرے اندر ایک جذبہ **مکتوب** پیدا کر دیا اور تجھے خود رانی سے بچالیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے تم کو بلیوہ دکھا دیا، جب تم عشق کو پہچان لو گے تو ادا محلا مشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی مشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب مشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں تو تجھے مشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہو گا تاکہ تو عاشق و مشوق کو پہچان سکے۔

۱۸ بھائی! مشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور مشوق کو تنہا دے اندر اس نے بھی جا گیا ہے تاکہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

۱۹ بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرمایا کہ ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تم کو بھروسہ لاؤں گا، مشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اس کے پیلوں سمیت دوزخ میں جھونکا جائے گا۔

۲۰ بھائی! جنت اور دوزخ میں عاشق ہی اپنے مخلص اور خراب عشق کی وجہ سے داخل کئے جائیں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں سے فراق کا، یہ فراق کا فراخ و مسافق لوگوں کے لئے ہو گا اور رسولِ کیم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کے لئے وصال ہو گا۔

۲۱ بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کر عاشق نے اپنے عشق سے کیا کیا پیدا کیا اور اور دنیا کو کیسا تماشا گاہ بنایا، اور اپنے سن کو ہر درخت میں پنہاں رکھا اور مختلف الاقسام میوہ جات پیدا فرمائے اور ہر میوے کا نیکو و عیبدار مزہ بنایا اور اس درخت

کو خود اپنی اور بھول دھپل کی خبر تک نہیں اور اسی طرح اس نے گتے کو تیرے لئے شیر پر بنایا اور اس کو اپنے متعاس کی خبر نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں، سمندری گاؤ سے عبرت پیدا کیا اور اس کو اس کی خبر نہیں اور مشک پلاؤ سے تمہارے لئے زہاد پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں اور ایک قسم کے درخت سے کافور پیدا کیا اور کافور کو اس کی خبر نہیں، صندل کو تمہارے لئے پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں۔

اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا مٹن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا مٹن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تاکہ تیرے آئینہ میں اپنے من و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا عزم اسرار بنائے اور الانسانی ستوی تمہاری ہی شان میں ہے، عاشق بن کر ہمیشہ مٹن دیکھتے رہو اور دنیا اور آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے اور دنیا شیطان کی، تم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یکس لئے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔ اے بھائی! اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لیگا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی اسی طرح روح کو بھی پہچانو اس لئے کہ روح کی معرفت پر آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

اے بھائی! اس دنیا میں جو من ترین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق مٹن کفر ہے۔ اے بھائی! تجھے کیا خبر کہ کفر نے اپنے غم خوردہ حسن سے اہل دنیا پر کیسے کیسے جوہر دم کر دئے اور انھیں اپنا عاشق بنایا۔

اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات کو پہچانو، جب اپنی ذات سے روشناس ہو جاؤ گے تو عشق کے اسرار خود بخود تم پر کھلتے جائیں گے اور جب عشق کو اپنے من پر دیکھو گے تو ہر ایک کی زبان پر اپنا جہر چا پاؤ گے، خلاصہ یہ کہ عاشق بن جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور مٹن کو اپنے دل کے آئینہ

آن شاہِ معنی کہ ہمہ طالبِ اویند ہم اوست کہ از چادر تو ساختہ سروپوش
در بادئے عجب سر چرا بستہ بہانیم در عین وصالیم نگار است در آغوش
وہ مشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں، یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا
سر چھپایا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں، اس لئے کہ مشوق
تو ہمارے آغوش میں ہے)

اے بھائی! نگہ کا ایک ٹکڑا اودا اُس سے سو گویاں بناؤ اور ہر ایک کا
اگ لگ نام رکھو، مثلاً اُن میں سے کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو،
تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور اُن کے نام رکھے اس
وقت تک تو اُن کے وہی نام رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو اُن کے نام
ختم ہو جائیں گے اور وہی نام معنی گمراہ جائے گا۔

آپ ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اے بھائی! کچھ خبر نہیں کہ لوگوں
کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا کر رہے ہیں، کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع
کیا کرنا چاہیئے۔ میں ہر وقت اسی کشش و پنج میں مبتلا ہوں اور کچھ سمجھ نہیں
آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینہ دل کو اس لئے صاف و ستھر کر رہا ہے تاکہ
عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشقِ خستہ حال کو تہلہ دے کہ میں مشوق
ہوں، عاشقِ کافر یعنیہ اور کام یہ ہے کہ وہ مشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اُسی
کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشقِ ادا حسنِ مشوق سے غور کجے اور اس
عُسن میں غوہ کر عاشقِ سب کو فراہوش کر دے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو
دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

اے بھائی! کبھی نفس کا خیال آتا ہے تو فوراً ہی حال میں بھی خیال کی موافقت
کادم بھر کر دنیا کا نام لے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی زینت اس خیال کو
مزید ترقی دیتی ہیں اور اس خیال میں مبتلا ہو کر حیراں و سرگرداں ہو کر دنیا کے

مشتوقوں کے دروازوں کا چکر لگاتا ہوں حالانکہ اس راہ کے عاشق و مشتوق دونوں ہی ذلیل و خوار ہیں اور ان دونوں کو دنیاوی زیب و زینت میں محو ہو کر اپنی ذلت و خواری کی خبر نہیں رہتی، اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کس سے ایغائے جہد کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے اور یہ حالت ایسی دوام پذیر ہو جاتی ہے کہ انھیں موت تک کی فکر نہیں رہتی اور یہ دنیا کے عاشق دنیا کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے ہیں اور انھیں اس بات کی بالکل خبر نہیں رہتی کہ تمام دنیا پر مشتوق حقیقی کا قبضہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اور چاہے گا دیا کر بچا، علاوہ ازیں دنیا کے عاشق اس بات سے بھی صرف نظر کر لیتے ہیں کہ ہمیں آخرت کا کٹھن سفر بھی درپیش ہوگا۔

اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست ہم حل کرنی ہے اس لئے تمہیں اپنے لئے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے، ذرا ہوش کرو اور اپنی بات کا یقین کر لو کہ تم بحالت موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

اے بھائی! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بد حالی تک لے جائیں (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب بد نصیبی اور بد قسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بد قسمتی اور بد نصیبی دراصل بڑے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہیں۔ اے بھائی! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں، البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دوزخ میں پسندیدہ ہوں۔

اے بھائی! مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ تم ٹوڑی پیدا کرو اور خودی ہی کے شمنی اور خواہشمند ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہے گا وہی کرے گا، کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

آبِ کوثر شیخ محمد اکرام

بُعلی قلندرؒ | نظامیہ سلسلہ جو صاحبِ طریق کی طرح چشتیہ سلسلے کی ایک شاخ ہے حضرت سلطان المشائخ سے شروع ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کو بھی سلطان المشائخ سے بیعت تھی۔ لیکن شیخ عبدالحق محدث اس روایت کے قائل نہیں۔ قلندر صاحب جو ایک

روایت کے مطابق قلب جمال النبیؐ کے خال زاد بھائی تھے۔ سلطان المشائخ کے
 جھمکے تھے۔ آپ پانی پت میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد ایک فقیر
 کے اثر سے درس و تدریس چھوڑ کر جبل میں نکل گئے اور قلندروں کے آزاد و مطلق
 اختیار کر لیے۔ آپ کی زندگی کے کئی واقعات ہیں جنہیں اگر شرح وضع داری یا
 اخلاقیات کے تراجم میں تو لیں تو ان پر کسی اعتراض ہو سکتے ہیں۔ لیکن دنیا آپ کو
 ایک قلندر کے طور پر جانتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص دنیا چھوڑ دیتا ہے اُسے
 دنیا داروں کے مصیبت سے نہیں بچا جاسکتا۔ آپ کی بیشتر عمر استغراق اور
 جذب کی حالت میں گزری اور جب رمضان المبارک ۸۸۷ھ میں وفات پائی
 تو آپ کے پاس کوئی نہ تھا۔ تین روز تک کسی کو پتا نہ چلا کہ آپ رحلت کر گئے
 ہیں۔ تیسرے روز چند لوگ ہارے آئے جنہوں نے منہ مبارک دیکھی اور کفن دفن
 کی تیاریاں کیں۔ مزار پانی پت میں ہے۔

آزاد نے کھلے کر پانی پت کے علاقے میں جو مسلمان راہبوت ہیں وہ
 حضرت بوعلی قلندر ہی کی بدولت مشرف باسلام ہوئے اور ان کا موروث اعلیٰ
 امیر سلسلہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

حضرت بوعلی کمال جذب کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف بھی تھے آپ کی
 دو تین فارسی منظومیاں اور دیوان چھپ چکا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے
 آپ کے کتبیات کا بھی ذکر کیا ہے اور جو مکتوب اخبار الانبیاء میں نقل ہوا ہے
 اس کی زبان بڑی سلیسہ اور خیالات لطیف و پاکیزہ ہیں۔ لیکن اس زمانے
 میں بھی دوسری تصانیف آپ سے منسوب ہونے لگی تھیں۔ شیخ عبدالحق لکھتے ہیں
 ”وہ سال و دیگر عوام اس شہرت دار و دار حکم ہر شیخ عرف ہیں سے گرد“

علامہ ابن است کہ از حضرت عوام است۔ دائرہ علم
 یہ حکم نامہ زندگی ملک المشائخ حضرت شیخ شرف بوعلی قلندر چند صفحوں کا
 رسالہ ہے۔ اس کے مطابق آپ چالیس برس کی عمر میں دہلی پہنچے۔ علاقے زمانہ

سے مباحثہ ہوا، لیکن سب آپ کی بزرگی کے قائل ہو گئے اور کوشش کر کے آپ کے
 قریبی کے درس اور فتوے نگاری کا عہدہ سپرد کیا۔ جس سال تک آپ نے یہ
 شغل جاری رکھا۔ پھر جندہ نے جوش کیا اور یہ سب کچھ ترک کر کے سیر و سیاحت
 کو مکمل کھڑے ہوئے۔ اور قلندرانہ وضع اختیار کر لی۔ اثناء سفر میں شیخ شمس الدین
 تبریزی اور مولانا دہم سے ملاقات ہوئی اور ان سے مجاہد و دستار حاصل کیا۔
 سفر سے واپسی پر جندہ اور قوی اہر گیا اور بقیہ عمر مجذوبانہ گزری۔

احوال حضرت شرف الدین ابوعلی شافعی

پہلے اس کے کہ آپ کچھ خانہ قلندہ ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نام نہی کی وجہ تسمیہ بیان کی جاوے کہتے ہیں کہ آپ کے جسم مبارک سے حضرت علی اکرم اشرف وجہ کی بوقت تعلق اسلئے آپ کو ابوعلی کہتے تھے اور زاتم بھارت کے خیال میں اب کہ آپ حضرت علی کے اخلاق و دیگر صفات سے واسطہ تھے اس لئے ابوعلی کہتے تھے اور شاہ قلندہ یعنی بہت بڑے قلندروں کے قلندہ ایک قسم کے وہ پیش میں جو قبیلہ اور تخلصات رسمی اور خلیفہ وغیرہ سے بھر دیا ہوا تھا نیاست کہ کہیں بعض صاحب جمال حق اور اس کے تذکرہ میں مستغرق تھے ہیں آپ ایسے ہی تھے اسلئے قلندہ مشہور ہوئے آپ کا مزار مبارک بھی تعجب خیز ہے کہ کربلا میں بھی ہے اور پانی پت میں بھی اور وہ نو جگہ بہت بڑی عالی شان عمارتیں ہیں مسجد اور مسافر خانہ اور گاہ اقدس شامل ہے آپ دلیا بزرگ ہیں اور آپ کا کلام حقیقت کا سرچشمہ ہے خوشحال نکلا کہ جو آپ کے کلام کو پڑھ کر اس کو اپنا میرا سلوک بنا دیں۔

ابھی ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ آمین

یہ مثنوی بجز اہل سندس مخدومین سے
فنا علق و فاعلاق و فاعلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ ہم آئندہ تجھے ڈالے ہنسن کے

از گل رعنا بگو یا ما سخن

خوشنم کی بات ہم سے کر

نیدر ہی ہر و مخبر از یار ما

تو ہم سے ہر سے یاد کی خبر دیتا ہے

مرحباے طوطیے شکر مقال

کی خوب ہے تو نے خبریں گفتار طوطیے

مرکب حرص و ہوارا پے کئی

حرص و ہوارا کے گھوڑے کو پاؤں کوئی ہے

ہر نفس را عشق ساز می سینہ داغ

ہر دم تو عشق سے سینہ کو داغ دے کرئی ہے

از تو حاصل شد مرا وصل معنم

بقدر سے محبوب کا وصل مجھ کو نصیب ہوا

مرحباے طبل باغ کہن

آؤ کولے طبل بدلتے باغ کس

مرحباے قاصد طینار ما

شاہنشاہ سے ہمارے تیز زبان قاصد

مرحباے ہر ہر فرخندہ فال

کی کہتے ہیں نصیب سے مبارک شگون ہر

وہ زمان ہفت آسمان را طے کئی

ایک دم میں تو سات آسمان کو طے کرئی ہے

وہ دم روشن کئی در دل چراغ

برہم تو دل میں چراغ روشن کرئی ہے

از تو روشن گشت قافوں میں تنم

تجست میرے تن کی قافوں میں روشن ہوئی

مرحبا ہے رہنمائے راہ دین
دراوا لے دین کا راہ کی رہنمائی

یافت قالب طینت پاکی نہ تو
بہمنے پاکیزہ خود تھ سے پائی

مرحبا ہے فیض بخش کائنات
تیری کب نصیب کی طینت سے عورت کی نہیں تھی سوال

غرق بودی در محبت ذات پاک
نزدیکی ذات پاک کے سمندر میں غرق تھی

اے کہ بودی در حرم لامرک
اے کہ نہ دکان کی چادر داری میں تھی

پاک بودی در حرم کبریا
در حرم کبریا میں پاک تھی

خوش تر امید تو از کتم عدم
خوش تر تھی کے ساتھ آئی تو نہیں کے برکت سے

گاہ در دوزخ خروید ساسی تن
کبھی آتش میں جاتی تھی اور کبھی جنت فیض میں جاتی تھی

از تو روشن شد مرا چشم یقین
تجربہ سے میری یقین کی آنکھ روشن ہوئی

شد پریشان آدم خاکی نہ تو
آدم خاکی تیرے سبب سے پریشان ہوا

یافت ترکیب از وجود تو حیات
تیری ذات سے ہم نے زندگی پائی

از تو روشن شد چراغ این تیر خاک
تو ایک فانک تجربہ سے سس نے روشن ہوئی

چون جدا گشتی بجز از زہن
تو کہوں جدا ہوئی یہ پوشیدہ ہمیدیت

از چہ پیدا شد ترا حرص و ہوا
کس سبب سے بخود میں دامن ہوا پیدا ہوئی

خوش نہادی بر سرستی قدم
خوش تھی کے ساتھ نہ تھی کے سر پرستی

گاہ جنت وی اے خوشخرام
کبھی اے خوش مند تو جنت میں جاتی تھی

کہ کنی جلوہ در عالم ملک یقہ

بھی زخاں کے ملک کے چوں میں ہوتی ہے

چشم دل روشن کن از دیدار خویش

دل کی آنکھ اپنی صورت سے روشن کر

از تو افتاد مست شو اندر جهان

بجہ سے چوں میں شراب سے رہا ہے

از حقیقت غفلت افگن گئے در مجاز

اس کا نقشہ دیکھ کر شہر جہاں اس سے بنایا گیا ہے

چشم دل روشن کن از نور یقین

دل کی آنکھ یقین کی روشنی سے روشن کر

تا غما چہ جلوہ رخسار یار

تک اس کے رخسار کا جلوہ نظر آئے

آئینہ زن در دل این بققرار

اس بققرار کے دل میں عیش کی آگ کو بجھوا

زاخمہ مستی در حقیقت رہ نما

سجے کہ حقیقت کی جلوت راستہ دکھانا چاہا ہے

کہ کنی جلوہ در آتیم فن

اے خوشی کی دولت میں میری کوئی ہے

جان من با من بچو اسرار خویش

میری دوستی کو بچے اپنے بچہ کر

آفریدہ حق ترا از جنس جان

نہ تمہارا کہ جنس کی چیزوں سے ہے تمہارا

باز گو با سخن اسے اہل راز

اسے دانا کہ ہے بات کو خفیہ جان صاحبان

خاک افشان بر سر نفس بعین

اس صوفی نفس کے سر پر خاک ڈال

بچو آئینہ نماکس نگار

بچو آئینہ نماکس کی صورت دکھ

صاف کن آئینہ دل از غبار

دل کے آئینہ کو غبار سے صاف کر

راہ نمائے ہادی راہ ہدائے

اسے راستی کی رہنما راستہ دکھا

گر نہ گردی طالبانِ رادِ تکیہ

نورِ قلب کی دھوپ کی مدھور نہ بنے

انور روشن کو کب ہیں امن

محبوب سے میرے ایمان کا تارہ روشن ہے

دسمن شد عند لیث با نوا

غرض گھر میں ہوں

آخر یہ حق مرا از نور ذات

خدا سے چھو کوئی ذات کے نام سے پیدا کی

بودہ ام رباع و حد بے نشان

میں وحدت کے نام میں ہے نشانِ حق

سچ میدانی پس این پرہ کیمت

تو کیجیہ غیب میں پرہ کے کیجیہ کون ہے

دید حسنِ خورشید چشمِ شہود

خدا سے ہے حسن کی طرح موجود ہے شہود

امر بنیم روحِ کردہ تمام

میرے حب کے نام سے ہر نام روحِ ملک

طالبانِ ہرگز نہ گیرند دستِ پیر

کے لیے نہ ہے ہرگز پیر کا ہاتھ نہ پیر ہیں

پر و بار بار از رخ جانِ من

روشنی سے ہر وقت میری جان

گفت بشنو تا گویم رازِ با

کہ میں نے کہہ دیکھو سب ان کو

ما شنام ذات اور از صفات

تاکہ میں کی ذات کو صفات سے پہچانوں

چون بکثرت آمد شتم عیان

ہر وقت میں آئی تو ظاہر ہوئی

نقشہ چنگ باب و عودِ حیات

چنگ کا نقشہ اور باب اور عود کی حیات

خود تجلی کر در ملک و جود

خود منور کی ہستی کے ملک میں

کرد پُر ساقی وحدتِ جام

ساقی وحدت نے میرا پیالہ پر کیا

عشق بازی میکنم یا اندام
 میں بخشہ اس کے ساتھ عشق بازی کرتی ہوں
 تماقت برہر ذرہ خورشید کمال
 گل کا سوچ ہر ذرہ سے بہر چکا
 آنکہ اواز قہر حق گشتہ پلید
 وہ کہ خدا کے غضب سے پسید ہوا
 ہر کہ او شہد آفریدہ از جمال
 جر کہ جمال سے پیدا ہوا
 آنچہ در روز ازل رفتہ مسلم
 وہ جر کہ پیدا ہونے کے روز پہلے ہی مسد
 نہ بد و تقویٰ سے چھیت امر و تقیر
 نہ بد و تقیر نہ بد و تقویٰ کیا ہے
 بہر آب نان نہ گردی در بدر
 تو بال بعد و ان کے لئے در بدر نہ ہرے
 ترک سازی محبت الٰہی دل
 وہ غنہ دل کی محبت کو ترک کر گشتہ
 یافت آدم از طفیل عشق کا م
 آدم نے عشق کے طفیل سے مقصد پایا
 نشت پیدا از جمال او جمال
 اس کے جمال سے جمال ظاہر ہوا
 سمجھ شیطانی رو بہ ہودی نہ دید
 اس نے شیطان کی ملت بہرے کی جیر نہ کیا
 یاز یا بدر راہ در بر زم و جمال
 جمال در بر نہ اکی نفس میں رہا ہے
 حاکم گرد و بعد ازان حرت رقم
 اس کے بعد نگاہ بر حوت غنٹے لگا
 لا طمع بودن از سلطان و امیر
 بادشاہ اور امیر سے طمع ہوتا
 آب سے خود خدیزی بہر ذرہ
 اپنی خود خدیزی کے لئے نہ گرائے
 گوشہ گیری تا نیفتی در خلل
 گوشہ اختیار کرے تاکہ نعل میں نہ بیستے

بر در سلطان مرد دلوش مبین
 بادشاہ کے در و در سے ہر دست ہنس کا دست بیکہ
 گر بقاء جان بر آید از قفس
 اگر تھکے دست بہن بچا قفس سے نکل جائے
 تلخ بہ جلاب شیریں را محش
 مٹی بہ تر بہ مٹی شربت کو بہت پیکہ
 بر سر خوان قناعت قسمت زن
 قناعت کے دسترخوان پر ہا ہا ہا
 با ش در گنج قناعت سرنگون
 قناعت کے گوشہ میں سر جھکا کر بیٹھ
 پشت پا زن تخت کیا دوس
 کیا دوس کے تخت کو نظر کر
 گردست آید ترا گنج نقود
 اگر نقد کا قرض تیرے ہاتھ آ جاوے
 الحذر از حب دنیا الحذر
 بد نہیں کرو دنیا کی محبت سے پرہیز کر

گنج قارون گرد بہ سولش مبین
 غنہ و غنہ کی گرجہ سے تو بچا کی طعن سے بیکہ
 چون بگشست دست مزین بران کس
 کس کی طرح پہاڑ بگشست کی روئی پرست
 بیش دومان بہر زن خواری نکش
 لیکن کے آنکھ روئی کیسے ذلت بہت کھینچ
 تا نہ باشد دست بر فرمان شکن
 تا کہ تجھے خدا کی، فراموشی کی قدرت نہ ہو
 پامنہ از گوشتہ عزالت برون
 تنہائی کے گوشہ سے قدم باہر نہ رکھ
 سر پر از کف دارد ناموس را
 سر پر سے لیکن انکسٹ آبد کو نہ دے
 ویران داری ہیبت عالی چہ سود
 لیکن تو اپنے دھندلے دھندلے بر کلائی فائدہ ہوگا
 بہر تان و زر مخور خون جگر
 روئی اور نہ کے لئے بیکہ کا خون مت بانی

مسکاں ہرگز نئے میند ہی
 غفل ہو گز نہیں دیکھتے ہیں بہتری ۔
 آبروریزند بہر سیم و زر
 اپنی آبروریزی کہتے ہیں واسطہ باندی صمد
 مرد کم ہمت حقیر ست در نظر
 کم ہمت آدمی نظریں حقیقہ سے
 خلق گرد درام او باد لبری
 رنگ رہائی کے سبب اس کے مطلع ہوتے ہیں
 ہر کہ عالی ہمت ست و با سفا
 برو کوئی عالی ہمت اور سخی ہوتا ہے
 زہد و تقویٰ چھیت امر و فقیر
 اے مرد و فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے
 زہد و تقویٰ نیست این کہ بہر خلق
 زہد و تقویٰ نہیں ہے کہ لوگوں کے لئے
 شانہ و مسواک و تسبیح ریا
 گشتہ و مسواک اور مسواک کی تسبیح
 تراجمہ جیب ہمتش دارد و تہی
 نسلے کا اپنی ہمت کی تحلیل غافل رکھتے ہیں
 مسکاں رانمل گاؤ و خر شمر
 بخیلوں کو مانند بیل اور گدھے کے شمار
 خوار باشند گر بود با صدمہ
 اگرچہ موہن رکھتے ہو خود و ذلیل رہتا ہے
 سرفراز و بر سپہر چنبیری
 مقدور امن پر سر بلند ہوتا ہے
 عنوگر دانگشا نش خدا
 خدا اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے
 لا طمع بودن تو سلطان و امیر
 بادشاہ اور امیر سے بے طمع ہونا
 صوفی ہشتی و پوشی کہ نہ روق
 تو صوفی بنے اور پرانی گدازی پہنے
 چنبیر و دستار و قلب بے صفا
 جہت اور عمار اور دل صفا کی ہے خالی

مسکاں ہرگز نئے میند ہی
 غفل ہو گز نہیں دیکھتے ہیں بہتری ۔
 آبروریزند بہر سیم و زر
 اپنی آبروریزی کہتے ہیں واسطہ باندی صمد
 مرد کم ہمت حقیر ست در نظر
 کم ہمت آدمی نظریں حقیقہ سے
 خلق گرد درام او باد لبری
 رنگ رہائی کے سبب اس کے مطلع ہوتے ہیں
 ہر کہ عالی ہمت ست و با سفا
 برو کوئی عالی ہمت اور سخی ہوتا ہے
 زہد و تقویٰ چھیت امر و فقیر
 اے مرد و فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے
 زہد و تقویٰ نیست این کہ بہر خلق
 زہد و تقویٰ نہیں ہے کہ لوگوں کے لئے
 شانہ و مسواک و تسبیح ریا
 گشتہ و مسواک اور مسواک کی تسبیح

پیش و پس گرد و مرید ناخلف
 نادان مردانے اور بچے بہر نماز ہے ۔
 چون بربنی چند کس بیہودہ گرد
 مہ کو فوجہ لوگوں کو بیہودہ بہر نماز لیکتا ہے
 نام اندازی برائے مرد و زن
 تو جان بچا ہے مرد اور عورت کے لئے
 وعظ گوئی خود نیاری در عمل
 وعظ کہتے خود عمل میں نہیں لانا ہے
 مکر و تلبیس و ریا کارت بود
 مکر و فریب و در کھدا قیرا کام ہے
 چون شوی استاۓ از بہر نماز
 مہ نماز کے لئے کھڑا ہو تاکہ
 آن نماز تو شود آخر تباہ
 وہ تیری نماز آخر تباہ ہوتی ہے
 چون در ایامت قدر آخر وقت دور
 مہ کہ تیرے ایمان میں آخر وقت پر لانا ہے
 چون خرابہ پے نام و علف
 پانی اور جوتے کیلئے حق کلمے کی طرح
 خویش را کوئی منعم مردانہ مرد
 اپنے آپ کو کہتے کہ میں منعم ہیں اور ہونا
 خویش را کوئی منعم شیخ ز من
 اپنے آپ کو کہتے کہ میں منعم شیخ ہوں
 چشم پوشی بھو شیطان دخل
 بھو شیطان کی طرح چشم پوشی کرنا ہے غلط فہمی ہے
 ہر نفس شیطان ترا یرت بود
 ہر دم شیطان تیرا یار ہے ۔
 دل او در گاو و خراے حیلہ ساز
 دل لگانے اور گتے میں ہر نہ لے عید کر بولے
 فکر باطلہا کند رویت سیا
 بیہودہ فکر تیرا منہ کاہ کرتی ہے
 ہاں چرا خوانی نماز لے بے شعور
 جلد سے بے شعور تو ایسی نماز کیوں پڑھتا ہے

پیش و پس گرد و مرید ناخلف
 نادان مردانے اور بچے بہر نماز ہے ۔
 چون بربنی چند کس بیہودہ گرد
 مہ کو فوجہ لوگوں کو بیہودہ بہر نماز لیکتا ہے
 نام اندازی برائے مرد و زن
 تو جان بچا ہے مرد اور عورت کے لئے
 وعظ گوئی خود نیاری در عمل
 وعظ کہتے خود عمل میں نہیں لانا ہے
 مکر و تلبیس و ریا کارت بود
 مکر و فریب و در کھدا قیرا کام ہے
 چون شوی استاۓ از بہر نماز
 مہ نماز کے لئے کھڑا ہو تاکہ
 آن نماز تو شود آخر تباہ
 وہ تیری نماز آخر تباہ ہوتی ہے
 چون در ایامت قدر آخر وقت دور
 مہ کہ تیرے ایمان میں آخر وقت پر لانا ہے

بر منٹے چون نشینی قبلہ رو

حب کہ تو بہ منزلہ قہد کی طرت سزا کے ٹھٹھے ہے

خدا مال گویند این شیخ زمان

عدم بکنے ہیں کہ شیخ زمانے کا

شیخ را کہ ہوت باشد منز نش

شیخ کی منزل ہوت ہے -

از ستایش خویش تن را گم ممکن

تعلیق سے پنے آپ کو گم نہ کر

اے گرفتار آمدی در بند نفس

ہے تو گرفتار ہے نفس آمد کی قید میں

تا کنی پرواز سوسے اصل خویش

تا کہ تو اپنی اصل کی طرت پرواز کرے

این خوشامد گوئے چندین ایام

یہ چند احسن فرصت کہنے والے

چند باشی از مکان خود جدا

کب تک تو اپنے مکان سے جدا ہے

چشم پوشی دل بود جائے گرو

آنکہ بند کر لیتا ہے دل دوسری بندگی و تہمت

چشم پوشیدہ ست از خلق و ہما

لوگوں سے چھپا کرے انکھیں بند کرے

شد قناعات یقیناً حاصلش

قناعت ہی ہوئے ذات بقا سے کہ حاصل ہے

غیب خود مین عیب بر فرم کن

اپنا عیب دیکھ لوگوں کا عیب مت کر

نفس کا فرا بخش بشکن نفس

اس نفس کا ترک کر نفی کر توڑ بنجر

جا کنی در آشیان وصل خویش

اپنے اصل کے آشیان میں بند کرے

ہمز نامہ رہز نامہ رہز نامہ رہز نامہ

راہ مار ہیں راہ مار ہیں راہ مار

چند گردی در بدر لے مجیبا

کب تک در جد سے لے شرم وادھوت کا

تو بدہ انصاف اک اہل دخل

تو خود ہی انصاف کر اسے فریبی

با تو ہر ازست شیطان و مہدم

تیرے ساتھ ہر ذبہ شیطان ہر گمراہی

حُب دینا رشتہ زنا رشتہ

دنیا کی محبت تیرے لئے جیون کا ڈور ہے

دل نہ شد ہرگز خلاص از حرص و آز

دل نہ ہوا ہرگز خدوس من اور نالچ ہے

گم نہ کر دی سجدہ از روئے نیا

تو نے کبھی بچے دل سے سجدہ نہ کیا

از تضرع سر نہ سودی بر زمین

عاجزی سے کبھی تو نے سر نہ گھسائے زمین پر

میکنی طاعت تو از بہر ریا

ترجعت کو مجھ دکھائے کے لئے

تا بداند خلق مرد او لیاست

تا کہ لوگ جانیں دل مرد ہے

دل پرست از کرم صحت لبخل

کہ دل بھرنے کے لئے صبر سے اور قرآن پڑھنے میں

کے شوی در راہ حق ثابت قدم

ذکر ہر گونہ خدا کی راہ میں ثابت قدم ۔

سبز رہ ریش ذوق و تار است

دانش کے پھول لکھنے والی تیری ڈرامی چکاوی ہے

گم نہ کر دی از حضور دل منہ

تو نے کبھی دل کو موجود کر کے منہ نہ بڑھی

تا شود در کرم رحمت بر تو باز

تا کہ رحمت کے دروازے تجھ پر کشادہ ہوں

کورسی و دنیا نہ شد چشم یقین

تو نے جہ سے اور یقین کی انگلی نہ دیکھنے والی بہر کی

گم نہ کر دی سجدہ از بہر خدا

تو نے کبھی خدا کے لئے سجدہ نہ کیا

مستقی پر سبز گار و پار سامت

مستقی اور پر سبز گار اور پار سامت ہے

صوفیہم گوئی نداری سینہ صاف
 توکت ہے میں صوفیوں اور سیدنا شہیں رکت
 نفس کا فزکیش نداری دہ کین
 نفس کا فزکیش گھٹ میں لگا ہو ہے
 مے کشائی دست از بہر دعا
 تو دہلکے نے ہاتھ چھوٹا ہے
 مے کنی از کرم عالم را مطیع
 سکھ چہاں کے لوگوں کو اپنا ملک کر ہے
 شیخ میگوئی وسیعہ بدست
 لہجہ کشتہ کتبہ اور وسیعہ ہاتھیں لٹا ہے
 یک لے نداری دوران صد آر ز دست
 ایک لے رکھتا ہے اور اس میں سوا زونہ ہیں
 لے رخت از بغض و کبر راستہ
 لے تیرا رخ و شہی در غم سے زور ہے
 لے بھل آراستہ زشت پدید
 لے نادانی سے بھرے ہوئے ہے اور ناپاک

از کرامتہا خود شینی ملاف
 اپنی کرامتوں کی لئے شیخ ڈونگ مت مار
 بہر شہرت سے شینی لے لیدین
 پس تو لے معن شہرت کے لئے بیٹھتا ہے
 مزدخواہی از عبادات بر یا
 دیکھ لے کی عبادت کی مزد و جہنم ہے
 مے دہی سکین منعم فردا شفیق
 دیکھ لے کہ تو اس دنیا ہے کہ کل تیرا دست کو رہتا ہے شیخ
 صد تے نداری ہذا کت پرست
 او بہت پرست نماز تے تو پرستہ دیکھتا ہے
 چاک دل از دست تہ صد بار دست
 دل کا چاک سوجھ تیرے ہاتھ سے دھو لیتا ہے
 از نفاق و از حسد پر استہ
 دور دہی اور حسد سے سزاوارا ہے
 خویش را گوئی منعم چون بایزید
 تو اپنے آپ کو منعم کہیں بایزید کے مانند چاہتا ہے

از تحیر مے کنی ہر سونفلد

از گندے ہر طوط نظر کرتا ہے

بت پرستی میکنی ہم بت گری

ہمت کو بخت بھی ہے اور بت کو جانا بھی ہے

بت شکن بر ہم بزن تیجاند را

قوت کو تو زوال اور میت خانہ کو ڈھانے

چند مغربی تو بر اصل و نسب

تو کب تک من اور نسب ہو گندے کرنا دیکھ

پیرستی خدا ہوس داری بدل

تو ہوا ہو گیا اور سو آرزو بجز دل میں کتاب ہے

آرزو مانے تو ہرگز کم نہ شد

تیری آمد دینی ہرگز کم نہیں ہوئی

دل چو آلود دست از حرص و ہوا

میب کہ دل حرص و ہوا سے آلود ہے

صد متناہد دلت آ بود غفلت

لے یہ ہوا ہو گیا اسی سو آرزو میں تیرے دل میں

خویش را گوئی کہ ہستم با خبر

اور اس پہلے آپ کو کہتا ہے کہ با خبر ہوں

شد دلت رشک بتان آرزوئی

تیرا دل آرزو کے بتوں کو شرف سے ڈالتا ہے

چون خلیل اللہ بنا کن خانہ را

حضرت ابراہیم کی طرح کہہ تیار کر

از تحیر دور باش اے بے ادب

اے گت رخ غرور سے دور ہو

جاہلی چون خرفرومانی بہ گل

تو نادان ہے گدھے کی طرح دلدل میں ہنسے

قامت حرص ہو ایت خم نہ شد

تیری حرص و ہوا کا خم نہ ہوا

کے شود و کشوف اسرار خدا

خدا کے عجب ہرگز ظہور نہ ہو دیں گے

کے کند ہوز خدا اور دل نزول

خدا کا نور تیرے دل میں کیونکہ آئے گا

<p>دین و دنیا ہر دو کے آید بدست دین و دنیا دو لڑکے ایک دے آئے ہیں پر تو قسمت میرے دلے بیخبر تجھے یہ معلوم ہے ہے ہے خبر حرص تو دلق تناعت پارہ کر د تیری حرص نے تناعت کی گندی چاک کر ڈال بہت دنیا پر زال و پر فریب دنیا بڑی مروت فریبست مہری ہے عارفان داد دیا اور احد طلاق خدا شامیل ہے ہے سوطا میں دین این سخن درد گوش داری آجوان یہ بات ہے جس کاں میں رکھ ہم خوار خواہی دہم دنیا سے دون تو خدا کو کبھی چاہتا ہے اور کبھی دنیا کو بھی بہر دین دل کنداز دنیا علی دین کے واسطے حضرت علیؑ دنیا سے سب دھوئے</p>	<p>این فنشولی نامکن اخوذ پرست لئے خود پرست یہ زیادتیاں مست کر پس چرا قانع نمی بر خشک و تر پھر تو قناعت کیوں نہیں کرتے خشک تر نفس آمارہ ترا آوارہ کر د نفس آمارہ نے تجھے آوارہ کر دیک مے کند پیر و جوان را ناشکیب بڑھے ہو جوان کو بے سیرجانی ہے ہر کہ عاشق شد بر واو گشت عاق ہر کہ میں پر عاشق ہوا خدا کا تا فرین بڑھ مولوی گفت نہ روئے امتحان کہ حضرت مراد مراد ہونے خبر یہ کہ بات کہی ہے این خیالست و محالست خون یہ صورت خیال ہے اور محال ہے مراد دیا لگی آن علیؑ شد و ایئے ملک نبی وہ علیؑ کہ حضرت علیؑ کے ملک کے حکم ہوئے</p>
--	---

آن وحی مصطفیٰ شیر خدا

وہ مصطفیٰ کے وحی اور خدا کے شیر

زال دنیا را چنان زد پشت پا

دنیا کی ہڈیا کو اس نے مٹو کر ماری

بہر دنیا آن یزید تا خلف

اس نالائق پر بیٹنے دنیا کے لئے

زال دنیا چون درآمد و زکاح

دنیا کی ہڈیا جب اس کے نکاح میں تھی

داو یاری همچو کس را پیر زال

اسد محمدی نہ نیست جس شخص کی جب مدد کی

چون خوری پس خورد و خوان یزید

ہزیل کے خان کو بچا ہوا کیوں کہا تائب

گر نیت پر وہ از دے مجاز

مگر نیک چہرہ سے برو الٹ جاوے

زشت وے او چو آید در نظر

جب کہ اس کا جھوٹ چہرہ نظر آئے

آن علی زوج قبول پارسا

وہ علیؑ جو بیگزور بنی حضرت عائشہؓ کے خاوند

تا نیاید و زکاح اولیا

تک وہیوں کے نکاح میں نہ آوے

وین خود کردہ برا او تلف

نیست وین کو اس کے لئے براؤ کیا۔

کرد پر خود خون آن سید مباح

کئے اس سید کے خون کو اپنے اوپر روا کیا

کرد او را در دو عالم پائمال

دو جہان میں اس کو پائمال کیا

تلخ گردان نام از مان یزید

اپنے نالاکر یزید کی ردائی سے تلخ کر

نفرتے گیر ی ززال حیلہ ساز

اس حیلہ کرنے والی ہذا حیلہ نفرت کیست

از خدا خواہی امان لے بے خبر

اے بے خبر تو خدا سے امان لے جا ہے۔

آتش از دور چون گشتن بود
 آنگہ دور سے باغ ایسی نظر آتی ہے
 سخوت آرد مر تر اہل و منال
 ہاں دور پہ نہ دیکھ کو مغرور بناتے ہیں
 نیست رہے دہل اہل و دل
 دوستہ دل کے دہل میں رہتے نہیں ہے
 اہل دنیا بہر سیم و مال و زر
 دنیا دار چاندی اور نال اور سونے کے لئے
 آن شنیدی کو پائے عز و جاہ
 سونے دہستہ ہے کہ موت دہر تہ کیلئے
 از حسد بے حقے اخوان بے مین
 مر کے سب سے بے نیکی بے رحمی دیکھ
 بر سہرت باشد ز اگر تاج زر
 اگر تیرے سر پر سونے کا تاج ہو گا
 بلکہ روتابی چو نمرود از خدا
 بلکہ نمرود کی طرح خدا سے نہ پہرے لگے

در حقیقت سر بسر گلشن بود
 اور گلچیں یا گل جہاز ہو جاتی ہے
 گرداری از تہیدستی منال
 اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو غصے کی بجائے گشت کیلئے
 شیوہ اہل و دل باشد غل
 دوستہ دل کا طریقہ کو فریب ہے
 گردست آید خور و خون جگر
 اگر اچھے آپ سے تو جگر کو خون پیش میں
 بیگنہ کروند یوسف را سچاہ
 حضرت یوسف کو بیگناہ کہیں ہی ڈالا
 حال زار یوسف کفان بے مین
 حضرت یوسف کفان کی خواب حالت پر نظر کر
 کس نیاید از تختہ در نظر
 اگر تختہ کے سبب سے کوئی تیری تصویر دیکھا
 گم گئی خود رائے ترسی از جزا
 اپنے آپ کو گم کرے گا اور درجہ سے ڈھکیچے

حرم افزوں میشود ازل و زبر
حرم مال و زر سے بڑھتی ہے

پادشاہ را بہین کن بہر مال
بادشاہوں کو دیکھ کہ مال کے لئے

ریج جاویدی گدائے بینوا
تو نے کسی جنگ ایک بد مردمانِ غیر کو دیکھا ہے

دولت آرد کبر را بیدین کند
دولت طرز بید کرتی ہے اور بیدین چلتی ہے

دوستان حق کہ نیز از تدارو
ند کے دوست کہ جس سے ہزار ہیں

حب دنیا چون کند بر دل نگاہ
دنیا کی محبت جب کہ دل پر نظر کرتی ہے

کور گرد و روشن چشم یقین
یقین کی روشنی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے

بہر طاعت لقمہ با حلال
مہلت کے لئے حلال لقمہ کہ ہے

قطع گردد حسبِ فرزند و پدر
جیسے کہ بچہ کی محبت دولت کی محبت میں کٹ جاتا ہے

خوان اخوان و پدر و اتند حلال
بھائیوں اور باپ کا خون حلال چلتے ہیں

رو بگرداند چو فرعون از خدا
کہ جس نے فرعون کی طرح خصلت بد گردانی کی ہے

نفس کافر کفر را تلقین کند
نفس کافر کو کفر کا سبق پڑھاتی ہے

چہیت حکمت هیچ میدانی درو
تو ہا شبہ کہ میں کیا را کی بات ہے

دل چو خار اگر دشن سخت مسیاء
دل بھری طرح سخت اور سیاہ ہر ہا شبہ

بستہ گرد و بعد از ان در با دین
اس کے بعد دین کے دروازے بند چلتے ہیں

نہا میفراید ترا رنج و طلال
تاکہ تجھے رنج و طلال نہ بڑھائے

لقمہ شبہہ چو افتد در شکم
شبہ کا نازیب ہیٹ میں پڑتا ہے
چون بخوابی لقمہ لے نادان زار
جب کہ نالہ ماروں میں کا ناز چاہتا ہے
بر تو یا ہر دست گرا میں حیلہ ساز
اگر حیلہ گرفتہ پر قدرت ہوتا ہے
چشم شہوت چون کشاید آن لعین
جب کہ وہ معون نفس شہوت کی آنکھ کھولتا ہے
چون بختیز مر ترا رسوا کند
مرد کی طبع تہ کو چہ نام کرے گا
پس نیاید کار تو علم و عمل
پس علم و عمل تیرے کام دے گا
نفس کا فرما بود ہمراہ تو
نفس از زبان جب تک کہ تیرے ساتھ رہیگا
گر تو مردی نفس کا فرما بخش
اگر تو مرد ہے تو نفس کا فرما ہڈاں !

توت او مے کند سر رشته کم
دس کی توت اسل دعا کو کم کر دیتی ہے
نفس گر فائدہ دان حرص باز
نفس اندر حرص کا نہ کھولتا ہے
دست بہر ظلم گر فائدہ دواز
تو ظلم کے لئے ہاتھ دوا کرے گا
کو رگرو دیدہ اہل تقیین
یقین دانوں کی آنکھ اندھ سی ہو جاتی ہے
شہوت حرص و ہوا پیدا کند
حرص و ہوا کی خواہش پیدار کرے گا
از غل افتد و ایمانت خلل
اور کھوٹائی سے تیرے ایمان میں خلل پڑیگا
آتش دوزخ بود جا نگاہ تو
دوزخ کی آگ تیری جان کھائے دلی ہوگی
در نداری و سترش بنشین بخش
وہ نہ داری و سترش بنشین بخش
وہ اگر قدرت نہیں رکھتا ہے تو غاموش ہو

گر بیماری ہمت مردان دین
 اگر تو نہاروں کی سی ہمت نہیں رکھتے ہے
 گرد دست تو نباید کار مرد
 اگر تھمت ہمت مرد کا کام نہ ہو سکے
 اے محنت نے تو مری کو زن
 اے محنت نہ تو مرے نہ عورت
 مرد باید تا بند بر نفس پا
 مرد کو چاہئے کہ نفس پر قدم رکھے
 دست ہمت را برافرازد بلند
 ہمت کا ہاتھ اونچا بلند کرے
 دست را کو تہ آرد از ہوس
 ہاتھ کو ہوس سے کرتاہ کرے
 گر خوری یک لقمہ از وجہ حلال
 اگر تو ایک لقمہ خدا کی کئی کاکھائے گا
 گر شوی از لقمہ شبہ نفیر
 اگر تو شبہ کے لقمے نفرت کرنا ہو گا

چون زمان رود پس پردہ نشین
 با مردوں کی طرح پردے کے نیچے بیٹھ
 بچو میزبان در پس مردان گرد
 بچو مردوں کی طرح مردوں کے نیچے سر ہر
 مثل شیطان با مردان را مزان
 شیطان کی طرح مردوں کی راہ مت مار
 بگذرد از شہوت حرص و ہوا
 شہوت اور حرص و ہوا کو ترک کرے
 نفس را چون صید آرد در کند
 نفس کو شکار کی طرح کند میں ہاوی
 بشکند با چنگ ہمت این نفس
 ہمت کے چنگ سے اس نفس کو بچھڑا دے
 نوز تا بد بد دل از ہر کمال
 کمال کے آداب سے دل ہر نور چمکے گا
 نفس را سازی بفضل حق اسیر
 نفس را وہ خدا کے فضل سے قیدی بنائے گا

دل شود روشن و نور آئینہ دار
 بل نہ آئے کج طرح روشن ہو گا
 چون کشائی چشم ہے اہل یقین
 جب است صاحب یقین تو نگاہ کو سے
 یار راستے میں تو دہر آئینہ
 تو ہر آنچے میں یار کو دیکھتا رہ
 ہر چہ آید در نظر از خیر و شر
 ہر کچھ نکلے تھامے نظر میں آدے
 دوست دراز رخ و سماؤں مکان
 وہی ہے زمین اور آسمان کی نہیں
 پاس دار انفاس لے اہل خود
 لے داخل اپنے سانس کی تنگی بانی کر
 دوست پیدا او نہان و آشکار
 وہی ہے غافل اور پریشانہ اور گمنام
 ہوش در دم دار لے مرد خدا
 ہے مرد غافل ہر دم ہر شیار رہ

پر تو انداز د آئینہ نگار
 کبھی کبھل کے آنچے میں نظر آئے گا
 ہر طرف تاباں جمال یار میں
 ہر طرف یار کا روشن جمال دیکھ
 سوز و ساز دوست دہر طشتہ
 اسی کا سوز و ساز ہے ہر آواز میں
 جملہ ذات حق بود اے خیر
 ہے ہر خیر سب کچھ وہ ذات حق ہے
 دوست دہر ذرہ پیدا و نہان
 وہی ہے ہر ذرے میں دہر اور پریشانہ
 تا تر این قافلہ منزل برد
 ہو کہ تجھ کو یہ قافلہ منزل پرے جاوے
 جلو آ کر دست دہر شے نگار
 محبوب نے ہر چیز میں ہنسے گئے ہیں
 یک نفس یک دم مباحث از حق جدا
 ایک دم بھی خدا سے جدا مت ہو

نقی گردان از دل خود ماسوا

ماسوا کہ اپنے دل سے نفی کر

زنگ دل از صیقل پاک کن

دل کے زنگ کو لاکے صیقل سے پاک کر

اجم ذات او چو بر دل نقش بست

جب کہ اس کی ذات کے نام نہال نقش بند

گشت چون برش دل نقش اکہ

محب کو دل کے نقش پر خدا کا نقش ہوا

چون شوی فانی تو از ذکر خدا

محب کہ تو خدا کی یاد سے فانی ہو رہے گا

چون بمانی با خدا یابی وصال

محب تو خدا کے ساتھ رہیگا قرب پا ہوگا

ہر کہ شد در بحر عرفان آشنا

جو کہ خدا شنائی کے سمندر میں تیرنے والا ہوا

آب دریا چون زند موج دیگر

دریا کا پانی جب کہ دوسری موج میں نہا ہے

تا نگنجد در دولت غیر از خدا

تا کہ قبرے دل میں خدا کے سوا نہ ملے

سینہ با تیغ محبت چاک کن

یسے کہ محبت کی تلوار سے چاک کر

سکہ ضرب محبت خوش نشست

محبت کی گھل کا سکہ خوبی کے ساتھ بیٹھا

غیر نقش اللہ رائے دل خواہ

نہال خدا کے نقش کے سوا کسی کا نقش مت چاہ

راہ یابی در سریم کبریا

خدا کی بارگاہ میں راہ پاس کے گھا

خوش را گم سازے صاف جمال

پس اپنے آپ کو گم نہ کرے صاف جمال

ذره ذره قطره دانند از خدا

قطرے کے ذرے ذرے کو خدا جانتا ہے

در حقیقت آب باشد جلوه گر

حقیقت میں ہی پانی جلوه گر ہوتا ہے

نفس آب چون جہاں بست جسم تو
 نفس باقی ہے اور جسم تیرا خد جلیں کے
 چون اعلیٰ دھام میگرد و نہاں
 جس طرح اعلیٰ نام میں ہوتا ہے چھنید
 گشت فاعل چون بدریا آب جو
 جب کہ نہر کافانی صبا میں پہنچا
 تا تو فی کے یار گرد و یار تو
 جب تک کہ توبہ کی چو تیرا یہ ہو دیکھا
 مولوی فرمود در نظم این
 را کہ کے دہم نے فرمایا نظم میں یہ بیان
 تو مباحث اصل کمال این دست و بس
 تو ہر کدومت وہ کمال کا جو جزی ہے اور بس
 بشنوا دامن گر تو بستی پوشیا
 جس جیسے اگر تو ہو پوشیا ہے
 ہر کہ این پند از من عاشق شنید
 جس نے مجھ عاشق سے یہ نصیحت سنی

آب چون گردی نہ ماند جسم تو
 جب کہ تو آب ہو نہ تیرا تو تیرا جسم ہی نہ رہے گا
 خویش را گم ساز تا گرد و عیان
 تو اپنے آپ کو گم کرنا کہ نہایت حقیقت کا ہے
 آب جو را بازار از دریا مجو
 ہر نہر کے پانی کو یا نہایت دھواڑ
 چون نہایتی یار باشد یار تو
 جب تو نہ دیکھا یار تیرا یہ ہو جائے گا
 بر تو گرد و درویش اسرار نہاں
 یہ پوشیدہ عیب تیرے پر درویشی ہو دے
 تو درو گم شود وصال این دست و بس
 تو میں گم ہوں وصال کا جو جزی ہے اور بس
 یا تو گویم این سخن را گوش دار
 میں تجھے یہ بات کہت ہوں تو کان لگا
 بیشک اندر محفل جاناں رسید
 بیشک محبوب کی محفل میں پہنچ

ہر کہ از خوش تن بیزار گشت

جو کہ اپنے سے بیزار ہوا ۔

ہر کہ دوسرے باخت اندر کوئے او

جس نے کو اس کے کوئے میں اپنا سر دیا

یک نگاہ ہے گرفت بویکم نگاہ

ایک نگاہ میری عزت اگر محبوب کر دے

عاشق دیوانہ و سرگشته ایم

ہم فانی ہونے اور سرگشتہ ہیں

ہر کہ پوئے بشنوم از پوئے او

جیسا کہ میں نے غمشد سے ایک ہلکے گھر سے

سنبیل از کیسوئے او شد تا بدار

سنبیل اس کی زلف سے پیچیدہ رسم و رنج

صد زبان در وصف او سخن

سچ اس کے وصف میں سو زبان نکالے ہے

ز گس بہار چشم از سرگشتہ

ز گس بہار سے باطن کی آنکھ کھول کر

بیشک آنکس محرم اسرار گشت

بیشک وہ مجیدوں کا راز دار ہوا

بنگردتند بار جانان سوئے او

دیکھتے تھے تو بار محبوب اس کی طرف

بیان چہ باشد گرد و صد جان نثار

ایک جان کی کیفیت ہے اگر سو جان نثار

یاد تو یاں گرد ہر درگشتہ ایم

یاد کو ڈھونڈتے حیدر سہرتے ہیں

مست فتم بخیر از کوئے او

مست فتم اس کے کوئے سے جاؤں گا

لالہ از رخسار او شد داغدار

لالہ اس کے رخسار سے داغدار ہوا ۔

غنجیہ با صد شوق پیرا ہن درید

غنجیہ تو غنچوں کے ساتھ اپنا پیرا ہن بچا ہے

جام زرین برکت سیس ہنار

سوسے کا پہاڑ چاندی کی تحصیل پر رکھا

نخل سر و از قامت زیبا او
 سرو کا دھن اس کے زیبا قد سے
 بلبل و قمری بہستان نو حد گر
 بلبل اور قمری بلبل میں نو حد گر ہیں
 ہر طرف برخواست آزد و اے ہو
 اس سے ہر طرف شود و غوغا مچا ہے
 این شنیدم نغمہ چنگ و رباب
 میں نے یہ چنگ و رباب کا نغمہ سنا
 مطرب از شوق طرب چو آن ز کرد
 مطرب نے طرب کے شوق سے چاہا بجا یا
 یار راسے من تو در ہر اُمین
 تو ہر اُمین میں یار کو دیکھتا رہ
 ہر چہ بینی در حقیقت مجھ دوست
 جو کچھ کہ تو دیکھے حقیقت میں سب ہی ہے
 ہر چہ آید در نظر از جز و و کل
 ہر کچھ چھوٹی اہم بڑی چیز نظر آتی ہے

سبز و خرم گشت ستراپنے او
 سر سے لگے ہاڈاں تک سبز و خرم ہوا
 ہر یکے بالطق و اقرار و گر
 ہر ایک ستر عالی ہوا اور ستر فخر کو غلام ہے
 بر زبان خارنداز وے گفتا وے
 زبان پر اسی کا ذکر جاری ہے۔
 سینہ بریان شد ز سوز دل کباب
 دل کے سوز سے سینہ بھی کر کباب ہوا
 این ترانہ را بسوز آغ از کرد
 اس نغمے کو سوز دل کے ساتھ گاتا فریاد کیا
 سوز و ساز و دوست در ہر طغٹنہ
 اس کے ساز کا سوز ہر آواز میں ہے
 شمع و گل پروانہ بلبل ہم از دست
 شمع اور گل اور پروانہ اور بلبل سب ہی ہے
 ہم صحرای بلبلستان و گل
 جنگل کا اُتر اور باغ کی بے گل

عارفانِ رُفَعش چہ زیاچہ نشت

مذاخراں کے لئے کیا خوشیاں وہ کیا بدشاہی

مرغِ دماہی مار و مورد شیر بہر

مرغ اور مچھل اصحاب اور چوٹی اور شیر

سنگِ خمارِ اعلیٰ یاقوت و گہر

سخت چندر اور اعلیٰ اور یاقوت اور مرقی

ہرچہ باشد آبِ آتش بادِ خاک

ہر کچھ کہ ہے پانی اور آگ اور ہر دھوک

قادر ہے کو آفرید از قطرہ آب

دیا قدرت والا کہ اس نے پانی کی بوند سے

گوہرِ جانِ مطلعِ انوارِ اوست

جانِ گوہرِ مسکینِ روشن کی جگہ کی جگہ ہے

یارِ درِ تو پس چرائی ہے خیر

یارِ تجھ میں ہے پس تو کیوں ہے خبر ہے

اے گرفتاری بہ بند نام و تنگ

لے نام و بندہ کی قید میں گرفتار

صوتِ ہر نیک پدرا خود نوشت

ہر نیک و نیک کی صورت خود اس کی نگاہ ہے

چشمِ حیوان و بارانِ برقی وابر

چشمِ حیات اور مینا اور بھل اور بادل

ظلمتِ شب تیرہ نورِ ماہ و نور

تاریکی کی تاریکی جالہ اور سورج کی روشنی

جلدِ راغلو قی کر دازِ نفعِ پاک

کس نے سب کو اپنی خدمت پاک سے پیدا کیا

نقشِ بستہ در صدفِ نازِ خوش آب

آبدار موتی کا سیپ میں نقشِ بادشاہ

معدنِ جانِ مخزنِ اسرارِ اوست

جان کی گنجائش کے بھیدوں کا خزانہ ہے

یارِ درِ خود تو چہ گردی در بدر

یارِ خود و تجھ میں ہے تو کس لئے در بدر ہے

شیشہ ناموسِ را شکنِ سنگ

ناموس کے شیشہ کو پتھر پر قوت

اوست پیدا در تو تو از خوش گم

و تجھ میں غائب اور تو اپنے سے بے خبریت

ناگہاں برخیزی فتنی و مفاک

یکبارگی تو مٹ کر غار میں پڑے گا

تا کہ از گورت بر آید این صدا

یکبارگی تیری قبر سے نکلے گی آواز

حیف باشد همچو نابینا روی

انہوں سے کہ نہ فتنے کی طرح نہ ہے

اے خلیفہ زادہ بس نابکار

نہ نصرت کہ تم سے جس کے نام بن نام سے

رحم کن بر حال خود اے بواہوں

نہ بواہوں اپنی حالت پر رحم کہ رحم کر

با خدا ہر دم ہے گوئی دروغ

تو خدا سے ہر دم جھوٹ بول رہا ہے

ہر زمان گوئی کہ من تو کہ نسیم

تو ہر دم کہتا ہے کہ میں تو بہ کہتا ہوں

مرگ آید ناگہاں گوید کہ تم

ایک سوٹ کر کہنے والی ہے کہ اٹھ

روز عشر منقل خیزی ز خاک

قیامت کے روز عشر منقل قبر سے اٹھے گا

حسرتا و حسرتا و احسرتا

اے حسرت ہے حسرت ہے بڑی حسرت

کو رو کر برخیزی در سوا شوی

اندھا در سوا شوی اور پھر بنام ہوئے

تا بیکے بیگانہ گردی ہوش دار

کب تک تو بیگانہ بیگانہ ہوش میں آو

باز گرد تو بہ کن در نفیس

خدا کی طوٹ دیوہ کر اور ہر دم تو بہ کر

از دروغ تو چہ افزائی فروغ

جھوٹ سے کیا چیز فروغ ہو گا۔

بج اغیار از دل خود کہ نسیم

خود کی جھوٹ سے اکھاڑتا ہوں

چون شود فردا ز سر گیریم کار
 جب کل ہو گی کام سے سرے و سرے کر گئے
 روئے دل شویم ز آب تو بہ باز
 دل کے چہرہ کو تو بہ کے پانی سے دھو ڈھکی
 گوش نفس خویش را مالش و ہم
 اپنے نفس مارو کہ گوشمالی دوں گے
 عہد و پیمان بکسی چون شب شود
 جب رات آتی ہے عہد و پیمان توڑ ڈلتا ہے
 بگذری از ہر چہ باشد کم و بیش
 سب جو کچھ کہ کم اور زیاد ہے اس سے و گذر کر
 ساقی ہر و شراب لعل لب
 چاند کی صورت والا ساقی اور خالص سرخ شراب
 شاہد نور شید رو کو تذخوئے
 عشق نور شید صورت اور تیز خو
 گر بدست آید در آغوش شکی
 اگر حیرت آید تو اس کو اپنی خوش میں رہت ہے

دل ز خار عشق او سازم رنگار
 اس کے عشق کے کانٹے سے دل کو زخمی کر گئے
 با وضوئے خون دل سازم نماز
 ہر دل کے خون سے وضو کر کے نماز کرونگا
 از ہواؤں ہستے خود وار رہم
 ہوا اور خودی سے آزاد ہوں گے
 دل پے جوئے این مطلب شود
 دل میں مطلب کے ڈھونڈنے کے چہ پہنچتا ہے
 دل بشو از مکر باطلہا خویش
 غلام صبر ہے کہ توبہ سے بہرہ و مکر سے دل کو دھو
 مطرب دل برد آہنگ رہا
 آواز گویا راگ کی لہر بہت دل پہاڑیوں میں
 دلبر غلامگر دین عشوہ جوئے
 دل کے لئے چاہو اور دین عشوہ میں کاہتے رہتے ہیں
 شربت ہر تلخ و شیرین سا چشی
 ہر کھٹے اور میٹھے شربت کو تو چکھتا ہے۔

صرف بیباکی کنی اوقات شب

نورات کے دنوں کو بے پرواہی سے فرج کر دو

تا سحر باشی درین غم مبتلا

تو صبح تک اس غم میں مبتلا رہے

عصمت بی بی یوبے چادری

تاک کہ بے کنی بی بی کی پاک مٹی پاؤں میں آئے

بازمے خواہی مراد خویش تن

بہر ماہیت ہے اپنی مراد

بلکہ ازالمیں ملعون کتیری

بلکہ حج پرچھے تو ملعون ابلیس سے کتیرے

دست ایمانت بندال پس گریٹ

تیرے ایمان کے ہاتھ کو دانوں سے کاٹا

ازعبادت کاہنی و نامت مام

عبادت سے کاہن ہے اور نامت مام

آپنچہ تو کردی گے شیطان نہ کرد

تو کہہ کر تو نے کہا ہے کہ شیطان نہیں بن سکتا

گر شود موجود اسباب طرب

اگر خوشی کا سامان موجود ہووے

ورنہ بات! این میسرے گدا

اور نہ فقیر اگر تھک کو یہ چیزیں حاصل ہوں

گر نیابی مست خون دل خوری

اگر تھکے تو دل کا خون کھائے

چون نداری شرم کسچان شکن

اے عہد کے تو نے دل کبیر کو تھکے شرم نہیں کرتی

عمر باقاعی طبع سرسبزنی

تو عمر بھر اپنی خالی طبع شرم دیتا ہوتا ہے

نفس بد کردار تو چون سگ پلید

بدکار نفس نے ناپاک کئے کی طرح

شہوت و خواب و خورش داری مدام

شہوت اور خواب و خورش تو لگتا ہے ہمیشہ

جہل فرداری تو لے بیہودہ گرد

تو لے بیہودہ پھرنے والے گدے کی طرح

یافت تعلیم از تو شیطان مکرور

شیطان نے تجھ سے سیکھا اور فریب کی تعلیم

مکر و بلیس از تو شیطان میخورد

مکر و فریب تجھ سے شیطان کھاتا ہے

نفس کا فریب و مہرباہ تو

تاغیون نفس جب تک تیرا ہمراہ رہیگا

جفیہ مردار داری در نوشت

تیری تقدیر میں مردار حرام ہے

بہر لقمہ اے سگ مردار خو

اے مردار کھانا تو اے کتے لقمے کے

خوار مے گردی ز بہر آب نان

روٹی اور پانی کیلئے تو ذلیل بہر تاب ہے

مہرباں رقتند و بکس ماند ہ

ساتھی چائے اور تو اکیسہ رہ گیا ہے

فکر رفتن کن کہ مے آید پانگ

چلنے کی فکر کر کہ آتا ہے میٹ

از تو آموزند بازی طفل و دیو

بچے اور دیو تجھ سے بازی سیکھتے دانت بہتے

ہر زمان صد بستہ لبتہ سے برو

ہر دم مکر و فریب کے سونپتے باندھ کرے جاتا ہے

آتش دوزخ بود با نگاہ تو

دوزخ کی آگ تیری جان کش فطرتی ہمراہی

سگ صفت ان داری آدم سر

اے آدم کے جیسے ہی اے کتے کی سی حالت رکھتا ہے

مے دوی صحر الصبحرا کو بکو

جنگل جنگل کو بکو کہ چو دوڑتا پھرتا ہے

در پے سگ تاجے باشتی روان

کتے کے پیچھے کب تک دوڑے گا

ہمچو لنگ لنگ واپس ماند ہ

لنگڑے لوگ کی طرح تو عاجز رہ گیا ہے

تاجے بنشینے اے مغلوب لنگ

تو کب تک عاجز اور لنگڑا رہے گا

خواب چون آید ترالے بھیجا
 لے بے شرم تجھے غنیمت کیسے آتی ہے
 کاش کہ بہر عدم خیزد نہنگ
 ذرا صبر کر کہ نیست کرنے کیلئے پھینا آتا ہے
 تا ترافضیت بود کار سے بساز
 جب تک تجھے فرصت ہے کوئی کام کرے
 رو کہ دو ملک بقا سلطان شوی
 چل کر زندگی کے ملک کا بادشاہ بنیگا
 عاشقان را تاج شاہی بر سر است
 عاشقوں کے سر پر تاج شاہی ہے
 ہر کہ اواز کید نفس خویش رست
 جو شخص کہ اپنے نفس بدمعاش کے آواز ہو
 اے شرف نشینہ سا کج گفت
 اے شرف تو نے نہیں سنا کہ مالک نے کیا کہا
 چشم بند گوشت بند و لب بند
 آنکھ بند کر اور کان بند کر اور لب بند کر

چون پتنگ موت داری در قضا
 جب کہ موت کا پتہ تجھے ہے تجھے لگتا ہے
 تا قیامت خشی اندر گور تنگ
 قیامت تک تنگ قبر میں سوئے گا
 اسپ تازی زین کن و بازی بیا
 عربی گھوڑے پر زین کس کر بازی جیتے
 ناظر و منظور آن جانان شوی
 اُس معشوق کا عاشق اور منظور بنیگا
 ساقی ہر دم لبالب ساغر است
 ساقی ہر دم لبریز پیالہ لے کر آتا ہے
 عاقبت بر کرے مقصد شست
 آخرت میں مقصد کی کرسی پر بیٹھ جائے گا
 گر یہ کہ داین بیت را بسوز گفت
 اگر بسوز دودھ دل کے ساتھ اس بات کو کہا
 گر نہ بینی ستر حق بر آفتند
 اگر نہ دیکھو گا دامن پائے تو ہم پر ہنس کر

زہد و تقویٰ نیست اہل جنون

لے دو لے زہد و تقویٰ اور ہر پیر محمدی فریفت

سر کنی پائین و بالا پا کنی

سر نیچے اور پاؤں اوپر کرتا ہے

ہمچو جنون عشق داری در مجاز

ہمزں بطرح دنیا کی مخلوق کا تو عشق رکھتا ہے

گاہ چون شیریں کنی خون جگر

کبھی تو شیریں کی طرح خون جگر بہاتا ہے

اے حقیقت دان گذر کن از مجاز

اے حقیقت کے بہتے والے مجازات دہانہ کر

چن چینی لالہ و تسرین و درد

کب تک درد و سیرتی اور شگاف چننا ہیگ

چند در کثرت منائی خویش را

کب تک کثرت میں اپنے آپ کو دکھاتا ہیگ

آشنا شو آ پنخان از یار خویش

اپنے یار سے ایسا آشنا

بہر شہرت میکشی خود را انگون

کہ تو شہرت کے خیال میں اپنے آپ کو تنگ کر رہا ہے

از ریاضت خلق را شیدا کنی

تو لوگوں کو ریاضت دکھا کر اپنا راز افشا کر رہا ہے

ہمچو لیلے رُخ منائی در نیاز

لیلا کی طرح انھیں کو چہرہ دکھاتا ہے

گہ زنی چون کو بچن تیشہ بشر

کبھی تو فریاد کی طرح سر ہر قبضہ کرتا ہے

چند باستی در مقام حرص باز

کب تک حرص و سوسائے کے مقام میں رہیگ

چند بینی رنگہ شریخ و سبز و زرد

کب تک سرخ اور سبز و زرد رنگے کی بکھڑائیگ

یک زمان در خانہ وحدت ہیا

ایک دم کے لئے وحدت کے گھر میں آؤ

تا کہ خود را گم کنی از کار خویش

کہ اپنے کام سے اپنے آپ کو گم کر دے

تا تو فی کے یار گردو یار تو
 صلیب کے توبہ یار تیرا نہ ہو گا
 یار ب از سودائے خود دل ریش دار
 اے پروردگار اپنے عشق سے دل کو زلفی کر
 آنچنان با خود بگردان آستان
 بیانیہ ساتھ آستان کر
 سوئے غولیشم برکہ رہ گم کردہ ام
 اپنی طرف مجھ کوئے جیل کہ میں را سبھو گیتوں
 زندہ گردان این دل پر مرد را
 اس مرجھائے ہوئے دل کو زندہ کر دے
 ہر دے کے عشق جانے یافتہ
 جس کے دل پر کہ عشق سے جان پائی ہے
 بے دل ہر کس کہ نور عشق تافت
 جس کے دل پر کہ عشق کا نور چکا
 اے خوش آن دل عشق برو نقش
 کیا کچھ مائل اسدل کے جس پر عشق نے نقش باز

چون نہاشی یار باشد یار تو
 صیب تو نہ ہو گا یار تیرا یار رہے گا
 زندہ را مردہ لعشقی خویش دار
 زندہ کو مردہ اپنے عشق سے رکھ
 تمانہ گردم کیے مان از تو جدا
 کہ ایک دم تجھ سے جدا نہ ہوں
 زندہ جاوید گردان مردہ ام
 ہمیشہ کے لئے مجھ کو جدنے کہیں مردہ ہوں
 زندہ کن با عشق جاناں مرہ را
 مردہ کو محبوب کے عشق سے زندہ کر دے
 تانا بدروح رو اسنے یافتہ
 ہمیشہ کیلئے ایک زندہ جان پائی ہے
 خویش را با جان جاناں زندہ یافت
 اُس نے اپنے آپ کو مجھ کے سبب زندہ پایا
 خاتم دل کند درو کے نقش بست
 اور اس میں مہر کھود کر دل کو زینت دل کیا

دل کہ بر دلبر رسد از سدا عشق

دل نہیں دل ہے کہ عشق کے سادے دلبر پہنچے

دل را باز دلبری عشقت و ہد

دل را دلبری سے عشق تجہ کو دل سے عطا

عشق کو بے باک پر طیراں کند

عشق کہاں ہے کہ بغیر بازو اور پر کے نہ

عشق کو تا مہاج سلطانی ہند

عشق کہاں ہے کہ سلطانی مہاج سلطانی

عشق کو تا چشم دل بینا کند

عشق کہاں ہے کہ دل کی آنکھ عشق کے

عشق کو تا عقل را زائل کند

عشق کہاں ہے کہ عقل کو زائل کرے

عشق کو تا جام مدہوشی و ہد

عشق کہاں ہے کہ بیہوشی کا جامہ دیوے

عشق وہ تا بغیر سازد مرا

انہی عشق سے کہ تجہ کو بے خبر کر دیوے

جان کہ بر جان ہد آواز عشق و

جان بجان ہو کہ ہو کہ جس سے ہو کہ عشق کی آواز بجان

عشق کو تا جامہ ہستی و ہد

عشق کہاں ہے کہ ہستی کے جامہ کو چاک کرے

عشق کو در لامکان جولان کند

عشق کہاں ہے کہ ممکن تک دوڑائے

عشق کو ملک سلیمانی و ہد

عشق کہاں ہے کہ سلیمانی بادشاہت لائے

عشق کو تا سینہ پر سودا گت

عشق کہاں ہے کہ سینہ کو جنوں سے بھرے

عشق کو تا عقل را کامل کند

عشق کہاں ہے کہ عقل کو کامل کرے

عشق باید تا فراموشی و ہد

عشق دکاہے کہ فراموشی دیوے

یا وہ گو بے پاؤں سازد مرا

مجھے پاگل اور دیوانہ بنا دیوے

عشق سازد ساغرِ آفتاب

عشق شراب کے پیالے کو آفتاب بنا دیتا ہے

ہر کہ خور و از خویش تن بگیا بہت

جس نے اپنی خودی سے بگیا نہ ہوا نہ

عشق کو جام از کف جانان بد

عشق کہیں ہے کہ معشوق کے ہاتھ سے جام دلائے

صاف گردانہ زین کی ویدے

نیکی اور جی سے صاف کر دیوے

عشق را از صحن جانان زد گیت

عشق کی معشوق کے صحن سے زد گئی ہے

گشت شیدا عشق را در پیش کرد

اپنا عاشق آپ بنا اور عشق کو تلہر کیا

بر سر عاشق ہند صد تاج حسن

عشق کے سر پر حسن کے سو تاج پہنا تاج

ہم توئی معشوق عاشق نیست شک

تو ہی ہے عاشق اور تو ہی معشوق ہیں کون ہیں

عشق بایر تا دہ جبم شراب

عشق در کاسے کہ بوم شراب کا زلا سے

بادہ عشق از غم جانانہ است

عشق کی شراب سے مراد محبوب کا غم ہے

عشق کو تا ما حالت مستان و

عشق کہیں ہے کہ مستوں کی حالت دیوے

لے خوش آن مے کو را ناز خود

کیا خوش ہو رہا ہے کہ چھوڑے خودی سے

بچ میدانی کہ اصل عشق نیست

نتیجہ کہہ خبر ہے کہ عشق کی اصل کون ہے

حسن جانان چون نظر در خوش کرد

محبوب کے حسن نے اپنے ہی طرف نظر کی

عشق چون حیرت در معراج حسن

عشق حیرت کی طرح حسن کی معراج ہے

عاشق و معشوق گردنہ ہر و یک

عاشق اور معشوق دونوں ایک ہو جاتے ہیں

لے کہ کشتی واقف از اسرار عشق

لے کہ کہو عشق کے مجید سے واقف ہوا

سربز آہد زیر پائے عشق نہ

سراخا کہ عشق کے قدم کے نیچے رکھ دے

عشق بازی نیست کار بولہوس

بولہوس کا کام عشق بازی نہیں ہے

گر گنی جان را تو بر جانان نشا

اگر تو جان کو جانان پر بنھا دے کہے گا

کشتگان عشق را جان دگر

عشق کے مصفتوں کو دوسری جان مٹی ہے

ار توانی لے دلا در عشق کو ش

اگر ہو سکے تو لے دل عشق میں کہ کشتی کر

لے خاک جانے کہ خود را پخت

وہ کیا فروش جان ہے جسے لے لے کہو عشق میں پخت

خرم آنکس کو تمار عشق باخت

کیا خوب ہے وہ شخص جس نے عشق کو پخت کیا

نہ قدم مردانہ اندر کار عشق

اب مردوں کی طرح عشق کے کام ہیں کہ

بعد از ان پا در مویا عشق نہ

اُس کے بعد عشق کی آرزو میں شغل ہو جا

خام طبعان را بدان بھو مگس

خام طبعوں کو شغل کہیں کے سمجھ

در عوض یک جان ہد صد جان نکلا

تو وہ ایک جان کے عوض تھکے سو جان دیکھا

ہر زمان از عیب احسان دگر

اور ہر دم عیب سے دوسری زبان پہٹا ہوتی ہے

این حکایت از عاشق دار گوش

یہ بات عاشق سے لے لے کر

سوختہ خود را و با حق ساختہ

اپنے آپ کو بھلا کر محبوب سے با ل

فولش را بسیر و دیا جانان بخت

اپنے آپ کو باطل کر کے محبوب سے بخت

ہمت مردانہ بین اکبے خیر
 لے لے خیر ہر دانے کی ہمت کو دیکھ
 سوخت چوں پروانہ ہمزنگ دست
 جیسے شمشیر پروانہ لپٹے آپ کو جھوٹا دست گھبرائے
 در محبت تاشو زنی بال و پر
 محبت میں جب تک تو پائو اور پر نہ ملادو بیگنا
 سو زچون پروانہ در جسم قفس
 پروانہ کی طرح جسم کے پنجے میں
 زہد و تقویٰ چہیت اکالیغیاب
 اے غالبین پروانہ تقویٰ کیا جیسے
 یک زمان خوش دل ناشی در جہان
 ایک لمحہ تو جہاں میں خوش دل نہ ہو سکتے
 دل بدست غم چنان داری گرو
 دل کو غم کے ہاتھ میں اس طرح گرو کی کرتے
 دل بود از ہر دو عالم بے نیاز
 دل دونوں جہانوں سے بے حاجت بھرتے

سو زچون پروانہ تابیانی خیر
 اور پروانہ کی طرح مل تاکہ خیر و بہت
 گشت محرم چنگ زہر چنگ دست
 رازدار ہوا اور دست کے بغیر میں چہرہ دار
 کے شوی ہمزنگ آتش سرسبز
 جگہ جگہ ہمزنگ با گل کب بنے گا۔
 تاشوی با جان جان ہمنفس
 تاکہ محبوب کی جان کے ساتھ تو ہمہ پیشے
 ہر مراد خود نہ کشتن کامیاب
 اپنی مراد پر کامیاب نہ ہوتا
 واری نایغ شوی از این دوان
 سب کو چھوڑ دینا اس کی فکر سے بیکار ہو جاتے
 شادے عالم نیز زخمیم جو
 کہ دنیا کی خوش آفتاب کے برابر دل نہ رکھتے
 بگذر از دو حقیقت از مجاز
 حقیقت کے خیال میں مجاز کو چھوڑ دے

اے درینا عمر تو رفتہ بچو آب

نصیب ہے کہ عمر تیری خواب غفلت میں گزری

عمر تو باشد مثال آب جوئے

تیری عمر نہر کے پانی کے مانند ہے

وہ جہان چون چند روزی میمان

سیک کہ تو جہان میں چند روز کے لئے مسکن

خلق را بین بعبان نقش آب

درونگو پانی کے نقش کی گزریاں جہاں

ہر چہ مے بینی بگرد آب جہان

جو کچھ تو جہان کے بھنور میں دیکھتا ہے

غافل از کرد و بائے نوشیدن

تو اپنے اعمال سے بے خبر ہے

دل سخن از فکر باطلہا سیاہ

بہودہ فکر سے دل کو سیاہمت کر

چون زبان گویاست مرتن موبو

جیکہ تن میں ہر بیل زبان کی طرح چلیں گا

انڈ کے ماندست اور از و دیاب

تھوڑی سی رہی اُس کو جلدی صل کر

آب فتنہ باز کے آید بچو سے

پانی گیند و بار و کب نہر میں آتا ہے

این جہان را بر مثال خواب ان

جہاں میں جہان کو نقش خواب کے سمجھ

چشم چون برہم زنی بینی خراب

کہ ایک ہلک چھپکانے میں وہی دیکھے جو

چون حجاب از چشم تو گرد و دہان

جبکہ کھینچ تیری آنکھ سے پوشیدہ ہو جائیگا

نفس را با تیغ لاگردن برن

لاکے تلوار سے نفس کی گردن مار

از خدا غیر از خدا دیگر مخوا

خدا سے خدا کے سوا غیر کی آرزو مت کر

موبو ذکر خدا را نیز گو

ہر حال سے خدا کا ذکر کر

دل بدہ بادلبران بے وفا
 بی وفا دل کو دل مست سے
 از جهان مہر و وفا معدوم شد
 جہاں سے محبت و وفا دوری تاجید ہر گئی
 آتشاں ہوا بر افتاد از جهان
 دوستی جہاں سے جاتی رہی
 اے درینا وضع نیکان شد بدل
 انوس بہ کہ نیکوں کی وضع بدل گئی
 قحط افتاد دست در ملک سخا
 سخاوت کے ملک میں قحط ہر گئی
 تیج نمک شجرہ احسان برید
 نمک کی تنوار نے احسان کے درخت کو کاٹ ڈالا
 جتے رفت ست از شاہ و گدا
 بادشاہ اور فقیر سے جتہ چل گئی
 جتے بر قاست از صاحب دلالان
 صاحب دلوں سے جتہ جاتی رہی
 زانکہ دارند شیوہ جور و جفا
 اس نے کہ ظلم و ستم کی عادت رکھتے ہیں
 حال مہر و یک بیک معلوم شد
 ایک ایک آدمی کا حال معلوم ہر گئی
 شرم شستہ شد ز چشم مردمان
 لوگوں کی آنکھ میں شرم نہ رہی
 دروید حسم افتادہ خسل
 برداری اور علم کے ملک میں آفت پڑی
 خشک گشتہ مزرع مہر و وفا
 محبت اور وفا دوری کا کھیت کو کہہ کر گیا
 ہچو عتقا ہمت از عالم پرید
 عتقا کی طرح ہمت جہاں سے اڑ گئی
 منعمان گشتند گداے بنوا
 منعم کرنے والے ہا دست فقیر بن گئے
 وارم از دست زمانہ صد فغان
 زمانے کے ہاتھ سے سو فریادیں و گشتا ہوں

دل کہ بردلیرسد از ساد عشق
 ہاں بھی دل ہے کہ عشق کے سارے دل کو پیچھے
 دلیر با از دلیری عشقت و ہد
 دلیر دلیری سے عشق تجہ کو دلیر سے نکلا
 عشق کو بے باک پر طیراں کند
 عشق کہاں ہے کہ دلیر باز دہر کے کشتے
 عشق کو تاج سلطانی بہد
 عشق کہاں ہے کہ سلطانی کا تاج بہد
 عشق کو تاج شہم دل بینا کند
 عشق کہاں ہے کہ دل کی آنکھ دھن کے
 عشق کو تاج عقل را زائل کند
 عشق کہاں ہے کہ عقل کو زائل کرے
 عشق کو تاج جام بدہوشی و ہد
 عشق کہاں ہے کہ بدہوشی کا جام دلیر سے
 عشق وہ تاج خبر ساز دمرا
 اتنی عشق ہے کہ تجہ کو بے خبر کر دیتے

جان کہ بر جان ہد آواز عشق
 جان بھی کہ کو مجھ کے ہاں یہ کج عشق کی آواز نکلتے
 عشق کو تاج جام ہستی و ہد
 عشق کہاں ہے کہ ہستی کے جام کو ہاں نکلتے
 عشق کو در لامکان جولان کند
 عشق کہاں ہے کہ لامکان تک دوڑائے
 عشق کو ملک سلیمانی و ہد
 عشق کہاں ہے کہ سلیمانی بادشاہت لیتے
 عشق کو تاج سینہ پر سودا کند
 عشق کہاں ہے کہ سینہ کو زمین سے بہرے
 عشق کو تاج عقل را کامل کند
 عشق کہاں ہے کہ عقل کو کامل کرے
 عشق باید تاج فراموشی و ہد
 عشق وہ کابہ ہے کہ فراموشی دلیر سے
 عشق وہ گوبے پاؤں ساز دمرا
 مجھے پاگل اور دیوانہ بنا دیتے

بندگیسل دام را بر ہم بزن
 قید کو تیرا جل کو آلت م
 جز خدا کس نیست بر تو مہربان
 خدا کے سوا کوئی تیرا مہربان نہیں ہے
 شکر نعمت کن کہ آن رب العباد
 نعمت کا شکر کہ اس بندہ کو پیر و مالک ہے
 چشم داد و گوشت دینی ہم زبان
 آنکھ - کان - ناک - زبان وی
 غافل از یاد خود اسے بے خبر
 اسے بخیر کو پہنچانے سے غافل ہے
 نیستی آگاہ از لطف خدا
 خود کی مہربانی سے واقف نہیں ہے
 مہربان ہم شد چو مشوق مجاز
 دنیا کا مشوق جب مہربان ہوتا ہے
 عاشق صادق کند جان را فدا
 سچا عاشق اپنی جان فدا کرتا ہے

آشیان حرص را آتش بزن
 حرص کے گھر سے آگ بجھا دے
 دل مدہ غیر از خداوند جان
 اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دل مت دے
 داد بر تو آنچه مے با لیت داد
 ہر چیز جس کی تجھے حاجت تھی - دی
 بر تو روشن کرد اسرار بہان
 پوشیدہ و مجیدوں کو تجھ پر ظاہر کیا
 چندان شیخی بخیر چون گاو و خر
 کب تک گائے اور گدے کو بخیر دیر کیا
 ہچو عاشق ہر زمان بیند ترا
 کہ وہ ہر دم عاشق کی طرح تجھے کر دیکھتا ہے
 گر بہ بیند جانب عاشق مجاز
 اگر عاشق کی طرف دیکھتا ہے ناز کے ساتھ
 مر حبا بر عاشقان صد مہربا
 شاہد ہے عاشقوں کو سدا باش

<p>چشم گرد درو جانان بگر د آنکہ میں جانا ہے عاشق کا چہرہ دیکھتا ہے از تو متماقت او متماقت تر تو تو اپنے گرد و حیران تہمت بڑھتا ہے بر تو آن عشق خود شیدا شود تو تو دیکھتے کہ وہ عاشق تو خود تہمت پر شیدا ہے در تو چون جانت آن جانان اور تہمت میں جان کی طرح وہ خود تہمت پر شیدا ہے کے در آید و جانان در نظر عاشق کی صورت کیسے دیکھ سکتا ہے بے حجاب در نہ آن محبوب من در نہ میرا محبوب تو بے پردہ ہے جان بجانان وہ ز حال خود گذر جان بجان کو دیر سے اپنے حال سے دگدگ قالب خود را کنی از جان تہی اور اپنے جسم کو جان سے خالی کر دے</p>	<p>طالع کو در پے جانان رود جود لب کو عشق کے پیچے جاتا ہے گر ترا از عشق او باشد خبر اگرچہ اس کے دلیق خدا کے عشق سے خبر ہے گر تر آہشتم محبت و اشود اگر تیری محبت کی آنکہ کھل جاوے یا تو نزدیک مت آن جان جهان وہ محبوب جہاں کا تیرے نزدیک ہے چمن تو داری چشم احوال بے خبر میک تو نے اندھے آنکہ نہ میرا دیکھتا ہے این حجاب از دست آن محبوب من یہ پردہ تجھ سے بے لے پر ہے جسے چھپے ہوئے پیش مردن میرا نیکو سیر لے نیک خلعت مرے سے پہلا مر گر بمشوق تو از خود جان دہی اگر تو مشوق کو اپنی جان دے دے</p>
--	--

در تو گرد و جان جانان جانوگر	خویش را چشم مستوقی مگر
نخبر میں محبوب کی جان بدلوگر ہو گی	پھر اپنے آپ کو مستحق ہونے کی نگاہ منتظر
عاصی فکرت از روئے عتاب	گوش کن چون این معما بیاب
ایک خدا فاس نے غصہ کی دامن سے کہ ہے	وہ اس دامن کو کس اور سمجھ
گزنداری شائے از وصل یار	خیز بر خود ماتم ہجران بدار
اگر تیرے دوس سے خوشی نہیں کتاب ہے	اٹھ جدائی کا ماتم اپنے اور بدار
اے شرف تاجہ گردی و درو	قطع منزلہا کن دے بے حضور
اے شرف کینک دور دور مارا پھرے گا	اے بے حضور منزلوں کو قطع کر
چند پائی رہ دور و دراز	چند رفتی از شیبے بر فراز
کب تک تورا دور و دازے گئے کہے گا	کب تک نہی توست او چائی پر چڑھ گیا
یک قدم باشد حریم دوست بس	چند گردی بے خبر لے ہوا ہوس
ایک قدم پر ہے دوست کی بارگاہ اور بس	کب تک لے ہوا ہوس بے خبر ہے گا
منزل جانان یو و یک گام تو	باوہ عرفان بود در حجاب تو
محبوب کی منزل تیرے ایک قدم پر ہے	معرفت کی شرب تیرے پیالہ میں بھری ہے
ہر نفس در یاد او گامے بزن	ہر زمان از عشق او جامے بزن
ہر کھڑکی اس کی یاد میں قدم رکھ	ہر دم اس کے عشق کا جام م پی

مولوی فرمود شنیدی مگر

نہایتے نہیں مٹا سوتا روئے فرمایا

اے کمان از تیرا پُرساختہ

نہ وہ کہ کمان تیروں سے بھرے ہے

ہر کہ ہجوری و دوری اے فلان

کس سے نہ لکھ تو دور اور بچھڑا ہے

اے کمان تیرا تراز و دور تر

نہ وہ کہ تیری کن کا غیر شکار ہو رہا ہے

چشم دل بخشا جمال یارِ مین

دل کی آنکھ کھل دیا کہ جمل دیکھ

چشم باید تا بہ بنید وئے یار

آنکھ دیکھ رہے تاکہ یار کا چہرہ دیکھ

نہیت پوشیدہ رخ دلدار تو

نہیے دلدار کا رخ پوشیدہ نہیں ہے

گر مئے کو در تو اے مفرودہ دل

مے سرد دل تجھ میں گرمی کہاں ہے

سنگ گرمے بودے کر دے اثر

اگر تو پتھر ہوتا تو میں بھی اثر ہوتا

صید نزدیک ست دور انداختہ

شکار تو ذرا یک ہے تو دور بھینک رہا ہے

آہ از دست تو دارم صد فلان

آہیں تیرے ہاتھ سے سو فریاد کرتا ہوں

از چنین صیدے بود ہجور تر

ایسے شکار سے تو مہیا ہی رہے گا۔

ہر طرف ہر سو رخ دلدار مین

ہر طرف ہر جگہ دلدار کا رخ دیکھو

جلوہ کر دست در ہر شے نگار

محبوب ہر چیز میں بدھ گئے ہے

یک این نقص بہت در بصارت تو

لیکن یہ نقصان ہے تیری آنکھوں میں

دنت بچون خرف و دسا آب و گل

گدے کی طرح تو دلدل میں پھنسا ہے

کو پریشانے کہ سہانش نیافت	دور و مند سے کو کہ درہانش نیافت
ایسا ہوا کہ جس نے اس نے جان	ایسا ہوا کہ جس نے اس نے جان
از فراق او بود ورتاب و تب	کیست مشتاقے کہ باشد جالب
اس کی ہوا سے بے قرار ہو	کہاں ہے ایسا مشتاق کہ جہاں بے ہر
کے بود دنیا ترا چشم یقین	تا بود این دیو نفست ہم نشین
تیری یقین کی آنکہ ہرگز دنیا نہ ہو	جب تک کہ نفس غیب نہ جڑا جی ہو
گر یہ کن ہا شتر بر مال خراب	چون تو مقدوسے نہ زری فحیاب
کہاں تک کہ اپنے جان کی خرابی ہو	جب کہ تو فحیاب کی قدرت نہیں رکھتا ہے

حکایت عارف صاحب کمال

بیان ایک عارف صاحب کمال کا

کوچہ دل بستہ از نور ہم و خیال	بود مرے عارف و صاحب کمال
و کو کہ کو ہم و خیال کی طوٹ سے بند ہو گیا	ایک عارف صاحب کمال تھا
بود از ایام غفلت منقطع	بادشاہی کردہ در تسلیم دل
غفلت کے زمانے سے غرض نہ تھا	دل کی ولایت میں بادشاہت کرتا تھا
دور ویش نگذشت جز ذکر خدا	سہا پہا کردہ عبادت بے ریا
خدا کے ذکر کے سوا دل میں کچھ نہ تھا	دوسروں نے ریا عبادت کی تھی

چون چنین گزشت اورا چند سال

محبس کو اس طرح سے بہت سے برس گزرتے

گفت مشتم نیست کامل در جهان

کچھ عکاس میرے برابر کوئی چنانہ کیل نہیں

شہوت و حرص ہوس کر دیم دور

شہوت اور حرص ہوس کو بھٹنے دے کیسے

این تصور کر دچون مرد خدا

جب اس مرد خدا نے یہ خیال کیا

از تکبر چون نظر کر دی بنویش

محب کو کون سے عزت سے اپنے میں نظر کی

تا نہ گرد و رفیع از تو آن حجاب

جب تک تجھ سے پروردگار نہ ہوگا

منفل شد شیخ از اسرار خویش

یہ سن کر بھی اپنے خیال سے شرمندہ ہوا

باز بستہ عہد نازہ از خدا

پھر نیا عہد و جوان خدا کے ساتھ باز دعا

خویش را از کا ملان کردہ خیال

تو اپنے آپ کو کاملوں میں سے خیال کیا

چون عسس مستقیم بردل پاسبان

کو توں کی طرح میں اپنے دل کا گلبان ہوں

از تعلقات دلم دار نفوس

دنیا کے دلم داروں سے میرا دل نفرت کرتا ہے

ناگہان در گوش او آمد ندا

ایک بارگی اس کے کان میں آواز آئی

دور افتادی حجاب آمد بہ پیش

قریم سے دور ہو جاؤ اور حق سے کٹے ہوئے ہوں

کے نہی پاد و حریم آسجنا ب

عظیم منہ باز جاؤ کی چیزوں کی غیبت نہ کیجئے

شد پریشان تو بہ کرد از کار خویش

پریشان ہو کر اپنے کام سے توبہ کی

تا کند در راہ حق جان را خدا

تاک خدا کی راہ میں جان کو خدا کرے

پاک کن آئینہ مول از غبار
 دل کے آئینہ کو غبار سے صاف کر
 آنچہ سے خواہد دلّت آئینہ جو
 لئے دیدہ جو جس چیز کا خیر اول خواہان تیرے
 گر حرامت میکنی بر خود جمال
 اگرچہ وہ حرام ہے تو اپنے لئے ممال کرتا ہے
 چون مسلط بر تو گرد دین مرض
 جبکہ یہ مرض تجھ پر غالب ہو جاوے گا
 جہد کن بانفس تا عادل شوی
 کوشش کر نفس کے ساتھ تاکہ تو عادل ہو
 یا الہی چشم بینائی بدہ
 یا الہی چشم بینا مجھ کو دے
 آتش افکن در دلم مانند طور
 میرے دل میں طہ کی طرح آگ ڈال
 سا لہا شد از تو مے خواہم ترا
 برسوں ہو گئے کہ تجھ سے تجھ کو کچا بنائیں

تا بیا ید عکس از روئے نگار
 تاکہ اس مجھ کو عکس کے رخ کا عکس نظر آئے
 نفس تو صد محبت آرد بہر تو
 خیر نفس تو جنتیں تیرے لئے کرتا ہے
 میشود تکین دلّت با صد خیال
 تیرے دل کو سو خیالوں سے لکین ماسوا
 عدل و انصافت بود بہر غرض
 تیرا عدل اور انصاف غرض سے ظالم نہ ہوگا
 باش منصف تاکہ صاحب دل شوی
 منصفی کر میں سے تو صاحب دل ہو
 در سرم از عشق سودائے بدہ
 میرے سرم میں عشق کا سودا کیسے
 شعلہ بر خیز دو گرد دزدنگ دور
 کہ شعلہ اٹھے اور سپاہی دہم ہو جائے
 حاجتم را چون نئے سازی روا
 تیری حاجت کو کیوں نہیں روا کرتا

از زبان الغیب این گرد و نوید از در تو کس نگشته نامید

نہیں نہاں ہے یہ تو شہرِ یاسی رہی ہے

هر که بردگاه تو را آورد

جو کہ تیری دعاؤں کی طرف متوجہ ہوئے گا

هر که آید بر دلت امیدوار

مقصود کا مستحق آغوش میں آتا ہے

اے فدا کے من سچو مصطفیٰ (اور طفیل حرمت آل علیؑ)

۱۰ میرے نوابین حضرت میرٹھ کے اور بطین ورت آل عید کے

روز محشر دار با آل رسول

قیامت کے دن اولیٰ رسول کے ساتھ کہیں

قسم پنجم فصل فیاض

32

۱۰ ہر قسم کی کستی کتابیں قرآن مجید

ملک دین محمد بنیدین سزیمیشتر و تاجرا کتب باز کشمیری

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com